حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان

اور علم کلام

از

علامہ مفتی قاضی شہید عالم رضوی

مفتی و مدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

تاج الشریعہ اور علم کلام

علامہ مفتی قاضی شہید عالم رضوی
مفتی ومدرس جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

ناشر:
دار النقی
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان
www.muftiakhtarrazakhan.com
+92 334 3247192

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالی نے بہت سے کام کی ادائیگی بندون پر واجب کی ہے بندوں پر لازم وضروری ہے کہ ان افعال کی بجا آوری کرے۔ان واجبات میں سب سے پہلا واجب اللہ تبارک وتعالی کی معرفت۔اللہ تعالی کی معرفت سے مراد کیا ہے؟ کیا اس کی معرفت اس کی کنہ وحقیقت کو جاننا یا اس کی ذات کو آنکھو سے مشاہداہ کرنا ہے؟ لیکن یہ بات قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس کی کنہ وحقیقت کا ادراک واحاطہ عقلاً وشرعاً محال وممتنع ہے۔رب تبارک وتعالی فرماتا ہے" لاتدرکہ الا ابصار و ھو یدرک الابصار وھو الطیف الخبیر " یعنی نگاہیں اللہ تبارک وتعالی کی ذات کا ادراک و احاطہ نہیں کرسکتی اروو ہ تمام نگاہوں کو جانتا ہے وہ لطیف ہے یعنی مخفی ہے ہر چیز کی خبر رکھنے ولا ہے۔

تو پھر معرفت سے مراد کیا ہے کہ بندہ اس فعل کو بجالا کر اول واجبات کی ادائیگی سے بری الذمہ ہوسکے۔تو علمائے اعلام وفضلاء ذوی الاحترام راہ نمائی فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت سے مراد یہ ہے کہ بندہ اچھی طرح جان لے اور پہچان لے کہ اللہ تبارک وتعالی موجود ہے۔ صرف اروصرف اسی کی ذات معبود ہے، وہ تمام صفات کاملہ کا جامع ہے،کوئی بھی صفت کمال اس کی ذات سے منفک نہیں ،اس کی کوئی بھی صفت ،کمال سے خالی نہیں ،صفت نقصان تو کجا جو صفت نقصان وکمال دونوں سے خالی ہو یعنی وہ صفت جس میں کوئی کمی تو نہیں لیکن اس میں کوئی خوبی بھی نہ ہو، وہ صفت بھی اللہ تعالی کی شان کے لائق نہیں ایسی صفت سے بھی اللہ تبارک وتعالی کی ذات پاک ومنزہ ہے۔

معرفت کی چارقسمیں ہیں:

(۱) معرفت حقیقہ (۲) معرفت عیانیہ (۳) معرفت کشفیہ (۴) معرفت برھانیہ

معرفت حقیقہ اللہ تبارک تعالی کا خود اپنی ذات کو جاننا ہے ۔اور معرفت عیانیہ یعنی اللہ تبارک وتعالی کا دیدار کرنا۔اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اللہ تبارک تعالی اپنی ذات کو دیکھتا ہے اور اور بندوں کا اللہ تعالی کی ذات کو دیکھنا عقلاً ممکن ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ۔اہل سنت و جماعت کے مابین اس بارے میں اتفاق ہے کہ آخرت میں اللہ تبارک وتعالی کا دیدار واقع ہے اور دنیا میں واقع ہے یا نہیں ،اس بات میں اختلاف ہے اور صاحب کنز الفوائد نے کہا ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے واقع ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات ظاہرہ ہی میں اللہ تبارک وتعالی کا دیدار کیا اور یہی صحیح ہے اور یہ حضرت ابن عباس ،حضرت انس ،اور حضرت ابن مسعود کے دو قولوں میں سے ایک قول اور حضرت ابو ہریرہ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے اور حضرت ابو ذر ،حضرت عکرمہ اور حضرت حسن اور حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابو الحسن اشعری وغیرھم رضی اللہ عنھم کا قول ہے ۔

اور بعض صحابہ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن مسعود کے دو قولوں میں سے مشہور قول میں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنھم کے دو قولوں میں ایک قول میں اس بات کی نفی ہے،اور محدثین وفقہا اور متکلمین کی ایک جماعت اسی موقف پر ہے اور بعض حضرات نے اس میں توقف کیا ہے (ملخصا المعتقد المنتقد :ص ۔۵۷۔۵۶)

معرفت کشفیہ:

یہ اللہ تبارک وتعالی کی عطائے خاص ہے اپنے فضل و کرم سے جس بندے کو چاہے عطا فرمادے ''ذلک فضل اللہ یعطیہ من یشاء'' اس میں بندے کے کسب و ارادہ اور سعی کو دخل نہیں ۔بندوں کو ایسی معرفت کا مکلف نہیں بنایا جاسکتا اور معرفت برھانیہ یہ ہے کے دلائل قطعیہ سے اللہ تعالی کا موجود ہونا معلوم ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ کیا کیا چیزیں اللہ سبحانہ تعالی کیلئے واجب ہیں اور کیا کیا چیزیں اس کی ذات پر محال و ممتنع ہیں ،اور کیا کیا چیزین اس کی ذات پر جائز ہیں ۔

الحاصل معرفت برھانیہ یہ ہے کہ دلائل و براھین کے ذریعہ اللہ تعالی کا وجود اور اس کی صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ کا ادراک ہو جائے اور اللہ سبحانہ تعالی کی معرفت جو بندوں پر سب سے پہلے واجب ہے اس سے یہی معرفت برھانیہ ہی مراد ہے۔

احکام شرعیہ دو طرح کے ہیں بعض احکام شرعیہ کیفیت عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔یعنی مکلفین کے بعض افعال و اعمال فرض یا واجب یا سنت یا مستحب ہیں اور بعض افعال حرام،مکروہ تحریمی یا اساوت یا مکروہ تنزیہی ہیں اور بعض افعال مباح ہیں عمل میں لا ئیں تو کوئی ثواب نہیں اور چھوڑ دیں تو کوئی مواخذہ نہیں ان افعال کو فرعیہ وعملیہ کہا جاتا ہے۔

اور بعض احکام شرعیہ اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں۔یعنی اعضاء ظاہرہ جیسے ہاتھ،پیر،آنکھ،کان وغیرہ۔اعضاء ظاہرہ سے کسی فعل کو عمل میں لانا نہیں ہوتا ہے۔بلکہ ان باتوں کو دل سے مان لینا ہے۔ ان احکام کو اصلیہ اور اعتقادیہ کہا جاتا ہے۔جو علم اول سے متعلق ہو اس کو علم فقہ،علم شرائع و احکام کہا جاتا ہے اور جو علم ثانی سے متعلق ہو اس کو علم توحید و صفات،علم الاعتقاد اور علم کلام کہا جاتا ہے۔

پھر حکم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) عقلی (۲) عادی (۳) شرعی

حکم عقلی یہ ہے کہ عقل کسی امر کو ثابت یا کسی امر کی نفی کرے اس طور پر کہ وہ حکم تکرار و تجربہ پر موقوف نہ ہو اور نہ وضع واضع پر موقوف ہو۔

حکم عادی یہ ہے کہ ایک امر کا دوسرے امر کے ساتھ ربط ثابت کیا جائے۔وجود میں خواہ عدم میں اور عقلاً اس کا تخلف ممکن ہو اور دونوں امروں میں سے ایک دوسرے میں موثر نہ ہو، جیسے کھانے سے پلیٹ بھرنا اور آگ سے جلانا،ان دونو کا فاعل حقیقی وہی ہے جو ان میں ایک کو دوسرے کے وقت میں پیدا کرتا ہے یعنی دونوں کا فاعل حقیقی اللہ تعالی ہے۔

حکم شرعی: اللہ تعالی کا خطاب جو مکلفین کے افعال سے متعلق رکھتا ہے یا تو جزمی یا غیر جزمی

طلب کے ساتھ ہو فعل یا کف میں یا اباحت کے ساتھ ہو یعنی شارع فعل یا ترک فعل دونوں کا اختیار دے ۔ یا شارع کسی چیز کو دوسروں کیلئے سبب یا شرط یا مانع مقرر کرے ۔ اصول دین میں حکم عادی کا کوئی دخل نہیں ۔ اور حکم شرعی کبھی حکم عقلی کی تقویت کا افادہ کرتا ہے اور کبھی مستقل ہوتا ہے مگر مستقل ان احکام میں ہوتا ہے جن پر نبوت کا ثبوت موقوف نہ ہو ۔ رہا ''حکم عقلی'' تو یہی اصول دین کا مبنی اور اساس ہے ۔

پھر حکم عقلی کی تین قسمیں ہیں ۔

(۱) واجب بالذات (۲) ممتنع بالذات (۳) ممکن بالذات

واجب بالذات: یہ ہے کہ عقل میں اس کا عدم متصور نہ ہو جیسے اللہ سبحانہ کا قدیم ہونا یعنی اللہ تعالی کی ذات کا مسبوق بالعدم نہ ہونا ۔

ممتنع بالذات: عقلاً جس کا وجود متصور نہ ہو جیسے شریک باری جائز ۔

ممکن بالذات: وہ ہے کہ اس کا وجود و عدم دونوں عقلاً یہ یہی طور پر ممکن ہوں جب کہ مومن عاصی کے گناہوں کو معاف کر دینا اور نیکیوں کا ثواب کئی گنا عطا فرمانا ۔

اللہ تبارک وتعالی کی نسبت سے ان تینوں اقسام کا جاننا ہر عاقل و بالغ پر فرض عین ہے ۔ اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہر عاقل پر تینوں احکام کا جاننا فرض عین ہے اگر چہ بالغ نہ ہو ۔ یعنی یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالی کی ذات کیلئے کیا چیزیں واجب ہیں اور کیا چیزیں اس کی ذات پر محال ہیں اور کیا کیا چیزیں اس کی ذات کیلئے جائز ہیں ۔ اس طرح جاننا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالی کے رسولوں کے حق میں کیا کیا چیزیں واجب ہین اور کیا کیا چیزیں ممتنع ہیں اور کیا کیا چیزیں ان کیلئے جائز ہیں ۔ اسی طرح ان باتوں کا جاننا بھی ضروری ہے جو آخرت سے متعلق ہیں ۔

جو علم ان تمام مباحث سے بحث کرتا ہے اس کو علم کلام، علم عقائد اور علم توحید کہا جاتا ہے ۔

علمائے کرام نے علم کلام کی تعرف اس طرح کی ہے ۔ ''علم کلام دلائل یقینیہ کے ذریعہ

عقائد دینیہ کو جاننا ہے۔قرن اول میں جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ”خیر القرون“ فرمایا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مصاحبت کا شرف حاصل تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے ان حضرات کے عقائد ہر طرح کی آلودگیوں سے مصفیٰ ومبرا تھے،ان حضرات کو یہ شرف حاصل تھا کہ پیش آمدہ مسائل میں براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے اور تابعین اعظام کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے قرب کا شرف حاصل تھا اس کی برکت سے ان حضرات کے عقائد بھی صاف ستھرے تھے۔واقعات وحادثات اور اختلافات بہت کم رونما ہوتے تھے، پھر ان حضرات کو یہ موقع میسر تھا کہ در پیش مسائل میں ثقہ و معتمد حضرات یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے رجوع کر لے تے اس لئے ان حضرات کو علم فقہ وعلم کلام کو مدون کرنے اور ابواب وفصول کے اعتبار سے ترتیب دینے اور ان کے فروع واصول کی تنقیح کرنے کی حاجت نہ تھی۔لیکن کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ مسلمانو کے درمیان نئے نئے فتنوں نے جنم لیا،ائمہ دین کے خلاف بغاوت وسرکشی پیدا ہوگئی۔

اختلاف رائے ظاہر ہوا اور بدعتوں اور ھوی وہوس کی طرف میلان بڑھا،واقعات اور فتاوی کثیر ہوگئے،اور اہم ترین مسائل میں علمائے کرام کی طرف رجوع زیادہ ہوگیا،لہٰذا ائمہ کرام اور علماء اعلام،نظر واستدلال،اجتہاد واستنباط،قواعد واصول کی تمہید،ابواب وفصول کی ترتیب اور کثیر مسائل کو ان کے دلائل سے استخراج کرنے،شبہات کو ان جوابات کے ساتھ بیان کرنے،اصطلاحات کو متعین کرنے اور مذاہب واختلافات کو بیان کرنے میں مشغول ہوئے۔

مسائل اعتقادیہ میں سے بعض مسائل ضروریات دین سے ہیں۔ضروریات دین سے ہونے کا معنیٰ ومفہوم یہ نہیں ہے کہ وہ مسائل بدیہی ہیں اور نظر واستدلال پر موقوف نہیں ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے سارے مسائل اعتقادیہ شرعیہ،نظریہ واستدلالیہ ہیں ان کا اثبات ثبوت نبوت پر موقوف ہے اور بنوت کا ثبوت معجزہ کے علم پر مبنی ہے اور معجزہ کا علم نظری واستدلالی ہے۔اس

بحث کے بعد یہ بات روشن ہوگئی کہ اصل کے لحاظ سے سارے مسائل شرعیہ اعتقادیہ، نظری و استدلالی ہیں بدیہی نہیں ہیں۔جب وہ مسائل نظری ہیں بدیہی نہیں تو پھر ضروریات دین سے ہونے کا مطلب کیا ہے؟ علماء کرام افادہ فرماتے ہیں کہ علم کلام میں ضروریات دین سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ کی دین کی طرف اضافت کی معرفت میں خواص وعوام سب شریک ہوں۔یعنی اس مسئلہ کا مسئلہ دینیہ ہونا خواص وعوام سب کو معلوم ہو ایسے مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ اس مسئلہ کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا فرض ہے اور انکار کفر ہے۔(المعتقد: ص۔۱۶ ملخصاً)

عمدۃ القاری میں ہے:

”وقدورد فی الحدیث المروی من طرق عن رسول اللہ ﷺ انہ قال :ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدہ“(ج:۱۸،ص:۲۲۴)

یعنی ایک حدیث جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعدد طرق سے مروی ہے اس حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی سب کے سب جہنم میں ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد کے مطابق زمانے گزرتے گئے، نئے نئے فرقے وجود میں آتے گئے ان تمام فرقوں نے اپنے اپنے باطل نظریات وخیالات کی بنیاد بزعم خویش دلائل پر رکھی، آیات واحادث سے استدلال کرنے لگے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کے اذہان میں باطل نظریات وخیالات داخل ہونے لگے۔

اہل سنت وجماعت کے علماء کرام ومشائخ عظام کو عوام الناس کے عقائد کی حفاظت و صیانت کے فرض منصبی ادا کرنے کیلئے عقائد صحیحہ کے اسباب اور عقائد باطلہ کے ابطال کی طرف متوجہ ہونا پڑا، بہت سے نئے مسائل اور ردوابطال کے کثر دقیق مباحث علم کلام کا حصہ بن گئے اور علم کلام بہت وسیع اور معرکۃ الاراء فن بن گیا اور علماء کرام کو باقاعدہ ایک مستقل فن کی حیثیت سے

مدارس کے نصاب میں شامل کرنا پڑا تاکہ مدارس اسلامیہ سے فارغ ہونے والے علماء ہر طرح کے فتنوں کا مقابلہ کرسکیں اور سیدھے سادے عوام کو گمراہیوں کے جال سے بچاسکیں۔ماضی قریب میں بہت سے نئے نئے فتنون نے جنم لیا،سیدھے سادے عوام کے صحیح عقائد جو اسلاف کرام سے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے آرہے تھے،ان میں حملے ہونے لگے۔

ان کے عقائد کو تارتار اور متزلزل کرنے کی کوشش ہونے لگی تو اللہ تعالی نے امام احمد رضا قدس سرہ جیسے مجدد دین اور بطل جلیل کو پیدا کیا اور حق کو روشن کرنے اور باطل کی سرکوبی کرنے کیلئے متعین فرمایا۔امام احمد رضا قدس سرہ نے فرض منصبی کو مکمل طور پر ادا کرتے ہوئے سیکڑوں کی تعداد میں کتب رسائل تصنیف فرمائے اور بے شمار فتاوی تحریر فرما کر عوام الناس کے عقائد کی حفاظت فرمائی۔اس وقت میرا روئے سخن وارث علوم اعلی حضرت جانشین تاجدار اہل سنت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کی علم کلام میں خدمات اور کارنامے کی طرف مرکوز ہے۔

حضرت تاج الشریعہ نے اعلی حضرت امام احمد رضا قدس کے علمی وارث ہونے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سچے جانشین ہونے کا پورا پورا حق ادا کیا۔حضرت تاج الشریعہ نے علم کلام میں متعدد کتب و رسائل تحریر فرمائے۔اور مجدد دین وملت اعلی حضرت امام احمد رضا قدس و دیگر مستند علماء اہل سنت کی مستند اور اہم کتابیں جو عربی زبان میں تھیں،ان کا سلیس اردو زبان میں،اور جو اردو زبان میں تھیں ان کا عرب دنیا کے استفادے کیلئے فصیح عربی زبان ترجمہ کر کے ملت کے لوگوں پر بڑا احسان کیا ہے۔

اب ذیل مین تاج الشریعہ نے علم عقائد وکلام میں تصنیف وتالیف اور عربی اور اردو تراجم کے حوالے سے جو نمایا کارنامے انجام دئے ہیں،ان میں سے کچھ کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) ’’سد المشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع‘‘

تاج الشریعہ نے اس کتاب میں اس باطل قول کا رد کیا ہے کہ مذہب اسلام کسی کا محتاج نہیں یہاں تک کہ شارع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بھی محتاج نہیں ۔اس باطل عقیدے والے نے اپنے عقیدہ باطلہ کو اپنے زعم باطل میں کتاب وسنت سے ثابت کیا تھا،تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے دلائل واضحہ سے ثابت فرمایا کہ یہ نظریہ اسلام کے خلاف اور سراسر باطل اور یہودیت زدہ ہے۔

(۲) ''حقیقة البریلویه المعروف بمراة النجدیه''

احسان الٰہی ظہیر نامی ایک بدعقیدہ شخص نے''البریلویہ'' کے نام سے ایک کتاب تحریر کی وہ کتاب کیا ہے؟ مکروفریب اور افترادات ومکاذیب کا مجموعہ ہے ۔اہل سنت وجماعت کی طرف جھوٹے الزامات عائد کئے اور طرح طرح کی بے بنیاد باتیں منسوب کیں ۔قاضی عطیہ محمد سالم نامی شخص نے اس کتاب پر مقدمہ لکھ کر مصنف کے ان جھوٹے الزامات کی بیجا تعریف کی ۔تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان از ہری علیہ الرحمہ نے کتاب ومقدمہ دونوں کا ردبلیغ کیا اور اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات کی صحیح تصویر واضح کی اور امام احمد رضا قدس سرہ کا صحیح تعارف پیش کیا جس سے احسان الٰہی ظہیر اور قاضی عطیہ محمد سالم کی عیاری ومکاری اور افتراءات بےنقاب ہو گئے اور دونوں مفتریوں کی جال سازی لوگوں پر منکشف ہوگئی ۔

(۳) تحقیق ان ابا ابراهیم تاریخ لا آذر:

یہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نہایت معرکۃ الآرا تحقیقات پر مشتمل تصنیف ہے یہ کتاب کیسے وجود میں آئی،اس پر روشنی ڈالتے ہوئے خود تاج الشریعہ علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں''ابھی سنہ ۲۰۰۰ء کے بعد جناب ابومنصور موھوب ابن طاہر احمد ابن محمد ابن خضر المعروف بہ امام جوالیقی بغدادی کی کتاب **''معرب من الکلام العجمی علی حروف المعجم''** پر نظر پڑی ،جس پر شیخ احمد شاکر کی تعلیق ہے اس تعلیق میں شیخ احمد شاکر نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام آذر ہے،میں

نے اس تعلیق کے رد میں اپنا رسالہ "تحقیق عن ابا سیدنا ابراھیم تاریخ الآذر" لکھا۔

اس کتاب میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے کتب تفاسیر واحادیث کے پختہ دلائل و براہین سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کے نام کی تحقیق کی جس سے یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ آپ کے والد ماجد کا نام "تارخ" تھا اور "آذر" حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔ نیز اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کریمین کا موحد ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

(۴) "الحق المبین"

ابوظہبی سے ایک مجلہ "الھدیٰ" کے نام سے نکلتا تھا اس مجلہ میں ہندوستانی بدعقیدوں سے سن کر مذہب اہل سنت اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ پر جھوٹے الزامات و افتراءات تحریر کئے تھے، تاج الشریعہ نے اس کا رد عربی زبان میں "الحق المبین" کے نام سے تحریر کیا اور واضح کیا کہ دیابنہ جو ہمیں اسلام سے خارج گردانتے ہیں درحقیقت وہی لوگ سزاوار ہیں، ہم اہل سنت اور امام اہل سنت ان تہمتوں سے بری ہیں۔

(۵) "نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین"

مورخہ ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، ابولھب کی لونڈی ثویبہ نے ابولھب کو ولادت کی خوشخبری دی، خوشی میں ابولھب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا، اس عمل کی وجہ سے ابولھب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، اس بات کو بعض لوگوں نے غلط کہا اور ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ ۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو مدینہ منورہ میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں اس تعلق سے سوال پیش ہوا تو تاج الشریعہ نے اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے یہ کتاب تحریر فرمائی۔

۶:۔ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاکی تقریب"

محمد رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم کی ایک صفت دافع البلاء ہے وہابیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس صفت کے اطلاق کو شرک بتایا جو وہابیہ کی عادت ہے تو امام احمد رضا نے رسول اللہ

صلی الہ علیہ وسلم کے دافع البلا ہونے کی اثبات میں یہ تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب ۳۰ آیات قرآنیہ اور ستر سے زائد احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل حاجت روا اور دافع البلاء ہونے کی اثبات میں بہت نفیس بحثیں کی ہیں ۔حضور تاج الشریعہ نے اس پر تعلیق لکھی اور عالم عرب میں اس کی افادیت کو عام کرنے کیلئے فصیح عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ کتاب عرب دنیا میں بہت مقبول ہے، دمشق کے محدث حضرت عبد الجلیل العطا الکبری کا تحریر کردہ مقدمہ شامل اشاعت ہے۔

(۷) ”شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام“

امام احمد رضا قدس سرہ کی بہت قیمتی تصنیف ہے، اس کتاب کا تعارف میں کیا پیش کروں خود امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

مذہب صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبد اللہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالی عنہما اہل توحید اور اسلام و نجات تھے بلکہ حضور کہ کے اباوامہات حضرت عبد اللہ و آمنہ سے آدم و حوا تک مذہب راجح میں سب اہل اسلام و توحید ہیں۔ ”قال اللہ تعالی: الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ “۔اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا۔اور حدیث میں ہے کہ رب عزوجل نے نور اقدس کی نسبت فرمایا کہ اسے اصلاب طیبہ وارحام طاہرہ میں رکھوں گا اور رب عزوجل کسی کافر کو طیب وطاہر نہ فرمائیگا۔”اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ “ اس بارے میں ہمارا ایک خاص رسالہ ہے”شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام “اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص اس باب میں چھ رسالے لکھے ہیں ۔تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس رسالے کو بھی

عربی زبان منتقل کیا۔

(۸) ''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح''

(۹) ''دامان باغ سبحان السبوح''

(۱۰) ''العمع المبین لآمال المکذبین''

بدعقیدوں کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کی تو انتہا کر دی اور یہاں تک لکھ دیا کہ جھوٹ بول چکا'' اعلی حضرت قدس سرہ نے مذکورہ تینون کتابوں میں دلائل قاہرہ، براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ سے اس باطل عقیدہ کا ابطال کیا اور دلائل و براہین قطعیہ سے ثابت کیا کہ کذب اللہ سبحانہ تعالی کی ذات کے لئے محال بالذات ہے۔ اللہ تعالی سے وقوع کذب تو کجا، کذب کا امکان بھی متصور نہیں اور ان میں اول الذکر کتاب نہایت دقیق منطقیانہ وفلسفیانہ ابحاث پر مشتمل ہے اور اور بدعقیدوں کے تمام مکر وکید کو ہباءً منثورہ کر دیا ہے۔ جو شخص منطق وفلسفہ کے مصطلحات سے اچھی طرح واقف ہے اور دقیق مباحث میں گہری نظر رکھتا ہے مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگا کہ وہابیوں کا گڑھا ہوا امکان کذب کا مسئلہ باطل بے بنیاد ہے اور اللہ تعالی کو عیب دار بنا تا ہے۔ مذکورہ تینوں کتابیں اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے اہل عرب ان سے استفادہ کرنے سے محروم تھے۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان تینوں کتابوں کا فصیح عربی میں ترجمہ کر کے عالم عرب میں ان کی افادیت کو عام کر دیا ہے۔

یہیں سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جس طرح عربی زبان وادب اور محاورات پر کامل دسترس رکھتے اسی طرح منطق وفلسفہ کے دقیق مباحث میں بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ ان تینون کتابوں پر محدث شیخ عبدالجلیل العطا الکبری نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔

(۱۱) ''الذلال الانقی من بحر سبقة الاتقی''

یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی مبارک تصنیف ہے۔اس میں امام احمد رضا قدس سرہ نے معتمد طرق سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت ثابت کی ہے۔اپنے موضوع پر یہ بہت نفیس کتاب ہے جو شخص تعصب کی عینک اتار کر انصاف پسند نگاہوں سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اس کی نظر میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت روز روشن کی طرح متبین ہو جائیگی۔تاج الشریعہ نے ہندو پاک کے عوام پر شفقت فرماتے ہوئے سلیس اردو زبان میں ترجمہ کر دیا ہے تاکہ عوام اس کے مطالعہ سے فیض یاب ہوسکیں۔

(۱۲) ''برکات الامداد لاھل الاستمداد''

امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا کہ آیت کریمہ ''وایاک نستعین'' کا معنی وہابی یوں بیان کرتا ہے کہ استعانت غیر حق سے شرک ہے۔اور بیان کرتا ہے کہ شیخ سعدی کا بھی یہی ایمان تھا۔ع

''نداریم غیر از تو فریاد رس''

ترجمہ: ہم تیرے سوا کوئی فریاد کو پہونچ نے والا نہیں رکھتے۔اور حضرت نظامی رحمہ اللہ علیہ بھی دعا میں عرض کرتے ہیں۔''بزرگا بزرگی دہ بےکسم۔توئی یاوری بخشش و یاری رسم۔اے بزرگ بزرگی عطا فرما کہ میں بےکس ہوں تو ہی حمایت کرنے والا ہے اور مری مدد کو پہونچنے والا ہے۔اور حضرت سفیان ثوری کا عبرت ناک واقعہ ''تحفۃ العاشقین'' میں لکھا ہے کہ نماز میں جب ''نستعین'' پر پہونچے بےہوش ہوکر گر پڑے،،فرمایا جب ''رب العلمین،ایاک نستعین،فرمائے اور میں غیر حق سے مانگوں مجھ سے زیادہ بےادب کون ہوگا،الخ۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جواب میں مذکورہ کتاب اردو زبان میں تصنیف فرمائی۔اور ان تمام باتوں کا تحقیقی جواب عنایت فرمایا۔تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے عرب والوں کے استفادے کیلئے عربی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔

(۱۳) ''قوارع القھار علی مجسمہ الفجار''

ابن تیمیہ نے امام رازی کی کتاب ''اساس المتقدیس'' کے جواب میں ''التا سیس فی رد اساس التقدیس '' کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔

علامہ زاہد الکوثری نے اپنی کتاب ''تکملة الرد ''میں ابن تیمیہ کی ''التا سیس'' سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی۔

قلمتم لیس هو جسم ولا جو هر ولا متحیز ولا فی جهة ولا یتمیز منه شئی من شئی وعبرتم عن ذلک بانه تعالی لیس بمنقسم ولا مرکب وانه لا حد له ولا غایة۔تریدون بذلک انه یمتنع علیه ان یکون له حد وقدر او یکون له قدر لا یتناهی۔فکیف سا غ لکم هذا النفی بلا کتاب ولا سنة۔(تکملۃ الرد۔ص:۴۰) ترجمہ: تم نے کہا اللہ نہ جسم ہے نہ جوہر نہ متحیز ہے نہ کسی جہت میں ہے نہ اس سے ایک شئ دوسری شئ سے ممتاز ہوتی ہے۔

اس کی تعبیر تم نے اس طرح کی کہ اللہ تعالی منقسم نہیں اور نہ مرکب ہے، نہ اس کی حد ہے نہ کوئی غایت ہے تم اس سے یہ مراد لیتے ہو کہ اس کی ذات کے لئے محال ہے کہ اس کے لئے کوئی حد وقدر ہو یا اس کیلئے قدر غیر متناہی ہو۔ یہ نفی تمہارے لئے کتاب وسنت کے نصوص کے بغیر کیونکر درست ہوسکتی ہے۔

اس عبارت میں ابن تیمیہ نے اللہ تعالی کے جسم ہونے کا عقیدہ پیش کیا اور ابن تیمیہ ہی کے پس خوردہ ٹکروں سے وہابیہ نے دسترخوان سجا کر اللہ تعالی کی جسمیت کا عقیدہ اپنایا ہے۔امام احمد رضا قدس سرہ نے ''قوارع القهار علی مجسمة الفجار ''تصنیف فرما کر ان کا رد بلیغ فرمایا۔ اور قرآن کریم کے آیات متشابہات پر اعتراضات کا تحقیقی جواب تحریر فرمایا۔اس کتاب میں امام احمد رضا قدس سرہ نے ڈھائی سو سے زائد کتابوں کی عبارتیں پیش کر کے تحقیق کو انتہا تک پہونچا دیا۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کتاب کا بھی عربی میں ترجمہ کر کے امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیقات کو عرب دنیا مین متعارف کرایا ہے۔

(۱۴) ''انوار المنان فی توحید القرآن''

اس کتاب میں امام احمد رضا قدس سرہ نے کلام لفظی اور کلام نفسی پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ لفظی، نفسی کی تقسیم متاخرین کی ایجاد ہے حقیقت میں اللہ تعالی کا کلام ایک ہے۔ اعلی حضرت نے اس کتاب میں بڑی دقیق اور نفیس بحث کی ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ہندو پاک کے افراد پر کرم فرما کر اردو زبان میں ترجمہ کر دیا ہے تا کہ عوام مستفید ہوسکیں۔

(۱۵) ''المعتقد المنتقد''

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمہ کی علم کلام میں نہایت معرکۃ الارا تصنیف ہے اس کتاب میں سیف اللہ المسلول علیہ الرحمہ نے ان کے دور میں جنم لینے والے باطل فرقوں کا دلائل قاہرہ سے رد فرمایا ہے۔ حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی فرمائش پر امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کتاب پر حواشی تحریر فرمائے اور حواشی کو نام'' المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد۔ (۱۳۲۰) سے موسوم کیا۔ یہ کتاب مدارس اہل سنت میں داخل درس ہے کتاب دقیق ابحاث پر مشتمل ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے مسائل کلامیہ کی تحقیق تدقیق فرمائی ہے اور خاص خاص مقامات میں عبارت کی تنقیح وتشریح فرمادی ہے تمام الفاظ وعبارت کی تنقیح وتشریح کا التزام نہیں کیا ہے، اس لئے متن وحواشی دونوں کی تفہم وتفہیم میں بہت سے مدرسین کو مشکل پیش آرہی تھی۔ بعض علماء کی گزارش پر تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اردو زبان میں ترجمہ کر کے علماء پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اب اس ترجمہ کی مدد سے اس کتاب کا سمجھنا علماء کیلئے بہت آسان ہوگیا ہے